www.KitaboSunnat.com

گیارہویں فصل:

گیارہویں دلیل، استصحاب

۲۵۲۔اس کی تعریف:

استصحاب کا لغوی معنی ہے، ساتھ ہونے کو طلب کرنا اور پھر ساتھ کا برقرار رہنا، اصطلاح میں ثابت شدہ کے ثابت کرنے اور نفی شدہ کی نفی کرنے کا ہمیشہ برقرار رہنا۔ [1] یا یہ ہے کہ حکم کا اسی حالت پر ثابت رہنا جس پر وہ تھا جب تک اس کو بدل دینے والی چیز نہ پائی جائے۔ [2] تو جس کا وجود ماضی میں معلوم شدہ ہو پھر اس کے زائل ہونے میں شک ہو جائے تو ہم اس کے سابقہ موجود سے استصحاب کرتے ہوئے اس کے باقی ہونے کا حکم دیں گے اور جس کا عدم وجود ماضی میں معلوم شدہ ہو، پھر اس کے وجود میں شک ہو جائے تو ہم اس کے سابقہ عدم وجود سے استصحاب کرتے ہوئے اس کے عدم وجود کے برقرار ہونے کا حکم دیں گے۔

اس بنا پر جس آدمی کا زندہ ہونا کسی معین وقت میں معلوم شدہ ہو تو ہم اس کی زندگی کے برقرار ہونے کا حکم دیں گے تا آنکہ اس کی وفات پر دلیل قائم ہو جائے۔ جس نے عورت سے کنواری ہونے کی بنا پر شادی کی پھر اس نے ہمبستری کے بعد اس کے غیر کنواری ہونے کا دعویٰ کر دیا تو کنوارہ پن کے وجود سے استصحاب کرتے ہوئے بلا دلیل اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، کیونکہ پیدائش کے آغاز سے یہی اصل ہے۔

جس نے کتا اس بنا پر خریدا کہ وہ پولیس کا کتا ہے، جو کہ نشانات کا اچھی طرح سے کھوج لگاتا ہے اور جرائم کی سراغ رسانی میں مددگار ہے، یا اس لیے خریدا کہ وہ شکاری کتا ہے، پھر اس نے کتے میں اس صفت کے نہ ہونے کا دعویٰ کر دیا تو سابقہ عدم وجود سے استصحاب کی بنا پر، کیونکہ اصل اس صفت کا نہ ہونا ہے اور یہ صرف مشق اور تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے، اس کی بات معتبر ہوگی، سوائے اس صورت کے کہ جب خلاف دعویٰ بات ثابت ہو جائے۔

---

[1] اعلام الموقعين: ١/ ٢٩٤. [2] الشوكاني: ص ٢٠.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۳۔ استصحاب کی اقسام:

پہلی قسم: حلال قرار دیئے ہوئے اصلی حکم کا اشیاء کے لیے استصحاب (حکم کا اسی حالت پر ثابت رہنا جس پر وہ تھا) کرنا۔ ❶

کھانے، یا پینے، یا جانور یا سبزہ، یا بے جان اشیاء میں سے فائدہ پہنچانے والی اشیاء جن کے ناجائز قرار دینے کی دلیل موجود نہ ہو تو وہ اشیاء حلال ہوں گی، اس لیے کہ حلال شدہ ہونا ہی کائنات کی موجودات کا اصلی حکم ہے، ان میں سے جو بھی حرام ہوگی وہ صرف اور صرف شارع کی جانب سے دلیل کی بنا پر حرام ہوگی کیونکہ وہ نقصان دہ ہے۔

فائدہ پہنچانے والی اشیاء کے لیے اصلی حکم حلال قرار دینے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بطور احسان فرمان: ﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾ (الجاثیہ: ۱۳) ''اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مطیع کر دیا ہے۔'' اور اس کا یہ فرمان: ﴿الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ: ۲۹) ''وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔'' اور احسان کرنے اور مطیع کرنے کا تمام صرف اسی صورت ہو سکتا ہے جب ان مخلوقات سے نفع اٹھانا حلال ہوگا، جہاں تک نقصان پہنچانے والی اشیاء ہیں تو آپ ﷺ کے اس فرمان: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، ''نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔'' کی بنا پر ان میں اصلی حکم حرام ہے۔

دوسری قسم: بے گناہی و چھٹکارا اصلی یا عدم (جس کا کوئی وجود نہ ہو) اصلی کا استصحاب کرنا۔

لہٰذا انسان کا ذمہ کسی بھی حق (کی ذمہ داری اور جواب دہی) سے مشغول نہیں ہے، سوائے اس پر (یعنی اس کے خلاف) دلیل قائم ہو جانے کے، سو جس نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو اس کا ثابت کرنا دعویٰ کرنے والے پر ہے، کیونکہ مدعیٰ علیہ میں اصل مدعیٰ بہ (وہ چیز جس کا دعویٰ کیا گیا ہو) سے بے گناہ ہونا ہے اور جب تجارتی شریک عدم منافع کا دعویٰ کرے تو اس کی بات ہی معتبر ہوگی کیونکہ اصل عدم منافع ہے لہٰذا اسی عدم سے استصحاب کیا جائے گا،

---

❶ لطائف الاشارات: ۵۵۔۵۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے اس کے خلاف ثابت ہو جانے کے۔

تیسری قسم: شرعی حکم کو ثابت کرنے والے وصف سے تب تک استصحاب کرنا جب تک اس وصف کے خلاف دلیل قائم نہ ہو جائے۔

لہٰذا جس کے لیے زمین یا منقولہ چیز کی ملکیت ثابت شدہ ہے تو اس کی یہ ملکیت برقرار رہے گی اور ہم اس کا حکم دیں گے، سوائے اس کے کہ جب اس کے زائل ہونے کی دلیل قائم ہو جائے، جیسے اس نے بیچ دی یا وقف (صدقہ) کر دی، یا ہبہ (تحفہ) کر دی۔ اور ذمہ کا اس وقت قرض کے ساتھ مشغول ہو جانا جب اس شغل کا سبب مال یا بربادی مال کی ذمہ داری موجود ہو تو پھر یہ مشغولیت قائم اور دائم باقی رہے گی، سوائے جب بدل دینے والا پایا جائے، یعنی سوائے ادا کرنے یا بے قصور ٹھہرانے کے ذریعہ سے ذمہ کو اس سے فارغ قرار دینے پر دلیل قائم ہو جائے اور خاوند بیوی کے درمیان حلت کا ثابت ہونا بدستور باقی رہے گا تا آنکہ علیحدگی کے حاصل ہو جانے کی دلیل پائی جائے۔ اور اسی طرح سے۔

۲۵۴۔ استصحاب کی حجیت:

حنفیہ اور ان کے موافقین کے نزدیک جو جس پر تھا اسی پر اس کے باقی رکھنے اور جو اس کے مخالف ہوا سے دفع کرنے کے لیے استصحاب حجت ہے اور یہی مطلب ہے ان کے یہ کہنے کا کہ استصحاب دفاع میں حجت ہے، اثبات میں نہیں جبکہ ان کے غیر کے نزدیک جیسے حنابلہ اور شافعیہ ہیں، دفاع اور اثبات، یعنی سابقہ حکم کے ثبوت کے لیے حجت ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ گویا وہ نئی موجود دلیل سے ثابت ہے کیونکہ چیز جس پر تھی اسی پر ہونے کے ظن غالب کو استصحاب ضروری قرار دیتا ہے اور شرعی عملی احکام میں ظن غالب معتبر ہے۔

گم شدہ کے بارے میں ان کے اختلاف کی بنیاد یہی اختلاف ہے، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک استصحاب کی بنا پر وہ زندہ ہے، تو وہ گم ہونے کے وقت اپنے مال اور موجود حقوق کے تعلق سے وہی حکم لے گا جو زندوں کا ہے، لہٰذا اس سے وارث نہ ہوا جائے گا اور نہ اس سے اس کی بیوی جدا ہوگی، لیکن اس کی یہ زندگی کسی نئے حق کے حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی ایسی چیز ثابت کرنے کی جو گم شدہ کو بوقت گمشدگی حاصل نہ تھی، سو جب اس کا وارث بنانے والا اس سے پہلے مر جائے تو وہ وارث نہ ہوگا، اس معنی میں کہ وہ وراثت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے حصہ کو سپرد کر دینے کے مطالبہ کی قیمت کا حق دار نہ ہوگا، اور اس حصے کو اس کا حال واضح ہونے تک صرف روک کر رکھا جائے گا، پھر اگر ظاہر ہو کہ وہ زندہ ہے تو وہ اپنے رکے ہوئے حصے کا حقدار ہوگا، اور اگر قاضی کے فیصلہ کی بنا پر اس کی موت ثابت ہو تو اس کے حصے کو اس کے وارث بنانے والے کے ان وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے گا جو اس وقت زندہ ہوں گے۔

جہاں تک دفاع اور اثبات دونوں کے اعتبار سے استصحاب کی حجیت کے قائلین ہیں، تو ان کے نزدیک گمشدہ کی زندگی ثابت شدہ ہوگی اور اس کے لیے پورے طور پر زندوں کا حکم ہوگا، چنانچہ نہ اس کا مال تقسیم ہوگا، نہ اس سے اس کی بیوی جدا ہوگی، اور جب اس کا وارث بنانے والا اس سے پہلے مر جائے تو وہ وراثت سے اپنے حصے کا حقدار ہوگا، اسی اختلاف کی مانند انکار کے وقت صلح میں ان کا اختلاف کرنا ہے، تو حنفیہ کے نزدیک یہ صلح مدعی اور انکار کرنے والے مدعی علیہ کے درمیان صحیح ہے اور غیر حنفیہ جیسے شافعیہ کے نزدیک یہ صلح ٹھیک نہیں، اور ان کی دلیل وہی ہے، جو ہم نے دفاع اور اثبات دونوں کے اعتبار سے استصحاب کی حجیت ہونے کا بتا دیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۲۵۵۔ استصحاب پر ملاحظات:

پہلی: استصحاب حقیقت میں کوئی نیا حکم ثابت نہیں کرتا، لیکن اس کی بدولت وہ سابقہ حکم جو کہ معتبر دلیل سے ثابت شدہ ہے برقرار رہتا ہے، چنانچہ وہ اپنے وجود میں کوئی فقہی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا مصدر ہے کہ جس سے سیرابی احکام کی خواہش کی جائے، وہ صرف اور صرف اس سابقہ حکم کے باقی ہونے کا قرینہ (احوالی علامت) ہے جسے اس کی دلیل نے ثابت کیا ہے۔

دوسری: استصحاب کی جانب تب منتقل ہوا جاتا ہے جس وقت مسئلہ کے حکم کی محدود (خاص) دلیل نہ ہو، وہ اس طرح سے کہ فقیہ غور و فکر کرتا ہے اور دلیل کی جستجو میں اپنی پوری محنت صرف کر دیتا ہے، پھر بھی اسے نہیں پاتا، تو استصحاب کی طرف رجوع کرتا ہے، اسی بنا پر وہ جیسا کہ بعض نے اس کے متعلق کہا ہے، فتوی کے محور کا آخر ہے، چنانچہ جب مفتی سے کسی واقعے کے متعلق سوال کیا جائے تو وہ اس کا حکم کتاب میں تلاش کرتا ہے، پھر سنت میں...... الخ، پھر اگر وہ حکم نہیں پاتا تو وہ نفی اور اثبات کی حالت کے استصحاب سے اس کا حکم حاصل کر لیتا ہے، چنانچہ اگر شک اس کے زائل ہونے میں ہو تو اصل اس کا باقی ہونا ہوگا اور اگر شک اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ثابت ہونے میں ہوتو اصل اس کا نہ ہونا ہے۔ [1]

۲۵۶۔ وہ قواعد اور اصول جن کی بنیاد استصحاب پر ہے:

استصحاب پر بہت سارے قواعد اور اصول کا تقرر ہوا ہے، وہ اسی پر قائم ہیں اور اسی سے جنم لیتے ہیں، ان میں سے:

پہلا: اشیاء میں اصل (حکم) حلال شدہ ہونا ہے۔

اس اصول سے معاہدے، تصرفات اور لوگوں کے درمیان متفرق معاملات کے جائز قرار دینے کا حکم مرتب ہوتا ہے، سوائے جب اس کے حرام قرار دینے کی نص (فرمان) مل جائے، فقہاء کے ایک گروہ کا یہی قول ہے۔

دوسرا: اصل ذمہ کا بے گناہ ہونا ہے، یا ذمہ میں اصل بے گناہ ہونا ہے۔

اس اصول کو شہری (سول) اور تعزیری دونوں مقدمات میں یکساں طور پر لیا گیا ہے، چنانچہ جس نے دوسرے پر حق کا دعویٰ کیا تو اصل اس حق کا نہ ہونا ہے، سوائے جب مدعی اس کو ثابت کر دے۔

تہمت زدہ تب تک بری ہے جب تک اس کا قرض لینا ثابت نہ ہو جائے، یہاں سے یہ بات جنم لیتی ہے کہ شک تہمت زدہ کی مصلحت اجاگر کرتا ہے اور تہمت زدہ کی بے گناہی میں غلطی کرنا بے گناہ کو قرض ڈال دینے کی غلطی سے بہتر ہے۔

تیسرا: یقین شک سے زائل نہ ہوگا، چنانچہ جس نے وضو کیا پھر اسے ٹوٹ جانے کا شک ہو گیا تو اس کا وضو باقی ہے، اور جس کا نکاح ثابت ہے تو اس کی زوجیت یقین کے بغیر زائل نہ ہوگی اور جو کسی وجود کا شرعی ذریعہ سے مالک بنا تو اس کی ملکیت سوائے ایسے تصرف کے جو ملکیت کو نقل کرنے والی ہو کے زائل نہ ہوگی اور اس قاعدے کی علت یہ ہے کہ یقین ایسا موجود شدہ معاملہ بن چکا ہے کہ جس میں کوئی شک وشبہ نہیں تو اس یقین کا استصحاب کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ جب اس کے ختم ہو جانے کی دلیل قائم ہو جائے، جہاں تک خالی شک ہے تو وہ یقین کو ہلا دینے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

---

[1] الشوکانی: ص۵۰۸.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ